سلسلۂ مطبوعات مجلس
۲۶۷

موجودہ عالمِ اسلام کے لئے

فیصلہ کن محاذ

اور

مرکزی میدانِ عمل

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ)

بارِ اوّل

۱۴۱۷ھ ——— ۱۹۹۶ء

کتابت ——— حامد بستوی

صفحات ——— ۲۴

تعداد اشاعت ——— دو ہزار

طباعت ——— کاکوری آفسیٹ

قیمت ——— چھ روپے

——— باہتمام ———

محمد غفران ندوی

——— طابع وناشر ———

مجلس تحقیقات ونشریاتِ اسلام

پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء لکھنؤ (انڈیا)

www.abulhasanalinadwi.org

اس عالم میں اسلام کی روشنی جب مکہ مکرمہ سے ظاہر ہوئی اور اسلام کے آخری نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کی دعوت دی اور معاشرہ کو جاہلیت کے ظالمانہ اور نفس پرستانہ راستہ سے ہٹا کر انصاف اور تقویٰ کے راستہ پر ڈالنے کا آغاز کیا تو معاشرہ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ معاشرہ کو صحیح علم کی طرف بھی متوجہ کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس توجہ دہانی سے معاشرہ بے علمی اور جہالت کے اندھیرے سے بھی نکلنا شروع ہوا، اور رفتہ رفتہ عربوں کا یہ جاہلی معاشرہ علم کا گہوارہ بن گیا لیکن یہ علم انسانیت کی فلاح و بہبود کا تھا اور انسان کو جانوروں کے صرف خورد و نوش اور خود غرضانہ مار دھاڑ کے راستہ سے ہٹا کر بے غرضی خدا طلبی اور ایک دوسرے سے ہمدردی کا راستہ اختیار کرنے کا علم تھا، چنانچہ مخلصانہ اور انسانیت سے خیر خواہانہ نبوی جد و جہد سے ایسا پاک و صاف معاشرہ قائم ہوا کہ تاریخ انسانیت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

اس کے اثر سے انسان اس شاندار راہ پر چلنے لگا، اور اپنے حاصل کردہ علم میں توسیع پیدا کرنے لگا، اس نے اس نبوی علم کے ساتھ زندگی کے دیگر علوم بھی حاصل کئے، اور اپنی زندگی کو دونوں طرح کے علموں سے مزین کیا اس

www.abulhasanalinadwi.org

کے نتیجہ میں ایسا معاشرہ تیار ہوا جس کی نظیر نہ دینی لحاظ سے ملتی تھی اور نہ دنیاوی اعتبار سے نظر آتی تھی۔ پھر بتدریج مسلمانوں میں انحطاط آنا شروع ہوگیا اور ان میں اولاً علم کو بجائے انسانی فلاح وصلاح کے استعمال کرنے کے اپنی ذاتی ترقی اور خود غرضانہ مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا آغاز ہوگیا، پھر علم کی طرف توجہ کم ہوتی گئی اور ذاتی ترقی اور خود غرضانہ مقاصد کی اہمیت بڑھتی گئی۔

یہ تھا مسلمانوں کے معاشروں کے زوال و انحطاط کا نقطۂ آغاز جس نے بتدریج مسلمانوں کو انسانی قافلوں کے بالکل پیچھے کے قافلہ کی جگہ پہونچا دیا، اور دوسرے غالب ہوئے اور وہ معتوب بنے، دوسرے علم و طاقت سے مسلح اور مسلمان علم و طاقت سے محروم بنے، یہ ایک ایسا المیہ تھا جس کا نمونہ گذشتہ صدی کے عالم اسلام میں پوری طرح ملتا ہے۔ البتہ موجودہ صدی میں احساس بیدار ہونا شروع ہوگیا ہے اور امّت مسلمہ کے اہل فکر و دانش اور اہل عزت و ایمان اُمّت کو اس کے سابقہ عزّت و مقام تک لے جانے کی فکر کرنے لگے جس کا اظہار اہل فکر کے مضامین اور تصنیفات میں ملنے لگا، اور اب تو بکثرت اہل علم اس مسئلہ کو موضوع بنا رہے ہیں، لیکن ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اس کو صرف موضوع بحث بنانے سے مقصد پوری طرح حاصل نہیں ہوسکتا، ضرورت ہے کہ اس کو عمل میں لانے کے لئے رہنمائی کی جائے، اس کے لئے آغازِ اسلام میں جو طریقۂ زندگی اور طریقۂ عمل

www.abulhasanalinadwi.org

اختیار کئے گئے تھے اس کو اولین نمونہ سمجھا جائے، پہلے خود اپنے اندر ایمان و اخلاص اور جذبۂ عمل پیدا کیا جائے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ نے جو علمی و دینی تربیت حاصل کی ہے اس کے اثر سے ان میں علم و دین کے امتزاج کا ایک مزاج بنا ہے جو ان کی فکری و دعوتی تحریروں میں بھی نظر آتا ہے وہ اس موضوع پر بھی بہت جامع اور عملی جائزہ بھی پیش کرتے ہیں اور عملی رہنمائی بھی کرتے ہیں۔

مکۃ مکرمہ میں ۱۸۔۲۳ صفر ۱۴۰۸ھ، مطابق ۱۱۔۱۵ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو رابطہ عالمی اسلامی مکۃ مکرمہ کا تیسرا اجتماع ہوا جس میں ۱۲۲ ملکوں سے اسلامی تنظیمات، جامعات، اور مسلم زعماء و مفکرین نے شرکت کی، اس کانفرنس کا رہبر مقالہ (گائڈلائن) ہندوستان کے عالم جلیل مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کا تھا، جس کو سن کر حاضرین مؤتمر نے مطالبہ کیا کہ اس کو مؤتمر کی اولین تجویز قرار دیا جائے، رابطہ عالم اسلامی کے نائب سکریٹری جنرل علامہ محمد العبودی نے جو اس اجلاس کی صدارت کر رہے تھے اس تجویز سے اتفاق کیا اور قرارداد مرتب کرنے والی کمیٹی کے حوالے کرنے اور علیحدہ سے پمفلٹ کی صورت میں شائع کرنے کا اعلان کیا۔

یہ مقالہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کے ذوق و رجحان اور فکر و ضمیر کا ترجمان ہی نہیں ہے بلکہ ان کے مطالعۂ تاریخ اور عالم اسلام سے

www.abulhasanalinadwi.org

قریبی واقفیت اور وہاں کی ہر تحریک کا براہ راست علم رکھنے، اور ماضی کے تمام تجرباتِ دعوت کے نتائج کا صحیح جائزہ بھی ہے۔

یہ اُردو میں اولاً رسالہ "ذکر و فکر" کے ایک شمارہ میں شائع ہوا۔ عام فائدہ کے پیش نظر اس رسالہ کے شکریہ کے ساتھ یہاں علیحدہ رسالہ کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔

محمد رابع ندوی

(سکریٹری مجلس تحقیقات ونشریات اسلام)

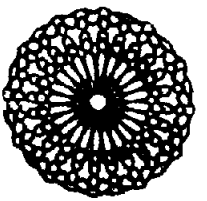

www.abulhasanalinadwi.org

موجودہ عالمِ اسلام کے لیے

فیصلہ کُن محاذ

اور

مرکزی میدانِ عمل

www.abulhasanalinadwi.org

موجودہ عالم اسلام کے لئے

فیصلہ کن محاذ اور مرکزی میدانِ عمل

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ۔

حضرات! ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور ان لوگوں کے شکر گزار ہیں جنھوں نے میرے لئے یہ موقع فراہم کیا کہ آپ سے دعوت اسلام کے موضوع پر کچھ عرض کروں۔ میرے لئے یہ بات باعثِ مسرت ہے کہ میرے مخاطب وہ حضرات ہیں جو امّت کی فکری رہنمائی کر رہے ہیں اور اسلامی جمعیتوں اور تنظیموں کے ذمہ دار ہیں اور سب ہی دین کی خدمت سے وابستہ ہیں، اور سب سے زیادہ یہ بات میرے جذبات کے لئے مہمیز کا کام کر رہی ہے کہ یہ گفتگو وہاں ہو رہی ہے جو دعوت اسلام کا اوّلین مرکز، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی جگہ اور بلدِ امین ہے میں اگر اپنے آپ کو مخاطب کر کے ایک عرب شاعر کا یہ شعر پڑھوں تو بے جا نہ ہوگا کہ:۔

حمامۃ جرعی حومۃ الجندل اسجعی فأنت بمرأی من سعاد ومسمع

حومۃ الجندل کی بلبل! (مناسب وقت ہے کہ) تو نغمہ سرا ہو، سعاد نگاہوں کے سامنے گوش بر آواز ہے

حضرات! دعوت اسلامی کا موضوع کوئی نیا موضوع نہیں ہے، اس پر بہت کچھ لکھا اور بہت کچھ کہا جا چکا ہے، اور عصر حاضر میں تو اس پر کافی ریسرچ کیا گیا ہے، تحقیقی مقالات

www.abulhasanalinadwi.org

اور کتابیں لکھی گئی ہیں، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس موضوع پر پوری لائبریری تیار ہو چکی ہے[1] جو اپنی صوری اور معنوی ہر لحاظ سے ممتاز ہے، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اپنی گفتگو صرف ایک موضوع پر محدود رکھوں اور وہ ہے "دعوت دین کے فیصلہ کن محاذ اور اس کے مرکزی میدان عمل"، جن سے نہ صرف دعوت کا رُخ متعین کیا جا سکے گا بلکہ عالم اسلام کی منزل کا تعین ممکن ہوگا، میں اپنے محدود مطالعہ، ماضی کے تجربات اور حقائق کی روشنی میں صرف انہی عملی گوشوں کی نشاندہی کروں گا، وباللہ التوفیق۔

۱۔ مسلم عوام اور ان کے تمام گروہوں میں ایمان کی قوت کو بیدار کرنا، اور اس کو جلا دینا، کیونکہ ان گروہوں اور ان عوام کا اسلام سے وابستہ رہنا اور اس کے لئے ان کے دلوں میں جوش کا قائم رہنا ایک مستحکم اور بلند شہر پناہ کی حیثیت

---

[1] مجھے بھی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ اس موضوع پر علمی اور تحقیقی انداز میں کچھ لکھوں چنانچہ میری کتابیں:

۱۔ رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام ۱-۴

۲۔ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند وتطورتہا۔

۳۔ حکمۃ الدعوۃ وصفۃ الدعاۃ۔

۴۔ النبوۃ ھی الوسیلۃ الوحیدۃ للمعرفۃ الصحیحۃ والھدایۃ الکاملۃ۔

۵۔ منہج افضل للدعاۃ والعلماء

۶۔ دور الجامعات الاسلامیۃ المطلوب فی تربیۃ العلماء اسی موضوع پر ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

رکھتا ہے جس پر اس شہر اسلام کی بقاء کا دارو مدار ہے، یہی نہیں بلکہ بہتیری اسلامی حکومتوں اور سربراہوں کو یہی چیز اسلام سے وابستہ رہنے پر مجبور کر سکتی ہے مسلمانوں کے دینی احساس کا ابھرنا اسلام کی قوت کا سرچشمہ اور اس کا رأس المال ہے، اور یہی وہ خام مال ہے جو ہر پاک و مفید مقصد کے لئے استعمال ہو سکتا ہے، اور ایسے افراد کا وجود جوش عمل اور وسعتِ قلب و نظر اور اخلاص کے لحاظ سے پوری انسانی آبادی کا جوہر اور اس کا سب سے مفید اور مضبوط ترین مجموعہ ہوگا۔

ایمان کی پختگی اور دین کے لئے سرگرمی اور جوش عمل اسی وقت کارآمد ہوگی جب اس کے شرائط بھی پورے ہوں، اور ان افراد میں وہ اوصاف بھی پائے جائیں جن کی بنا پر وہ نصرت خداوندی کے مستحق ہوں، اور مشکلات پر قابو پانے اور دشمنوں پر غالب آنے کے سزاوار ہوں، وہ بنیادی شرائط یہ ہیں، عقیدہ کی تصحیح، صرف خدائے واحد کی عبادت، اور ہر قسم کے شرک اور غلط عقائد سے مبرا ہونا، جاہلیت کے رسوم اور غیر اسلامی شعائر، نفاق، عمل اور عقیدہ میں دورخی، قول و عمل کے درمیان تضاد، اور گزشتہ اقوام کی روش سے اجتناب جو اپنی بداعمالیوں کی پاداش میں اللہ کے عذاب اور بے تعلقی کی مستحق قرار دی گئیں، نیز موجودہ اقوام کی روش سے پرہیز جو اللہ کو بھول گئیں تو اللہ نے ان کو خود فراموش کر دیا، اور جو دنیا کو تباہی اور ہلاکت کے راستہ پر چلا رہی ہیں۔

اسی کے ساتھ ساتھ دینی شعور کو صحیح راستے پر لگانا، اور اس شعور کی پرورش کرنا بھی ضروری ہے جس سے وہ مسائل و حقائق کو اچھی طرح سمجھ سکیں،

www.abulhasanalinadwi.org

دوست و دشمن میں تمیز کر سکیں اور نت نئے انداز کی تحریکوں کے دھوکہ میں نہ آئیں تاکہ ہماری اگلی زندگی میں وہ المیے دوبارہ نہ پیش آئیں جو قومی نعرہ بازیوں اور جاہلیت کی تحریکوں کا شکار ہونے کے سبب پیش آئے یا جو لسانی تعصب اور رسم و رواج کی پابندی کی وجہ سے، نیز چالاک و ناپاک قیادتوں اور بیرونی سازشوں کے سبب مسلم عوام کی تباہی کا سبب بنیں، اور دینی شعور اور فراست ایمان کی کمی کی وجہ سے مسلم عوام اپنی سادہ لوحی کا شکار ہو گئے۔

۲۔ مذہبی حقائق اور دینی تصورات کو تحریف اور عصر حاضر کے مغربی تصورات سے محفوظ رکھنا، سیاسیات و اقتصادیات کی اصطلاحوں کو دینی مقاصد کے بیان کرنے کے لئے استعمال کرنے سے باز رکھنا چاہیئے اور دین کو خالص سیاسی نظریہ کے طور پر پیش کرنے اور عصر حاضر کے فلسفیانہ اصول سے اسلامی اصول کو مطابق کرنے کی مبالغہ آمیز کوشش کے نقصانات سے باخبر رہنا بھی ضروری ہے، کیونکہ دینی حقائق اسلام کے بنیادی اور ہمیشہ یکساں قائم رہنے والے اصول ہیں، وہ اپنی جگہ پر مستقل بالذات ہیں اور وہ خود اپنے معیار ہیں، ان معیاروں کو کسی دوسری کسوٹی پر جانچنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کو ناپنے کے لئے خود اسی کا گز ہے، انبیائے کرام کی دعوت کا موضوع یہی اصول تھے، اور اسی کے لئے انھوں نے جہاد کیا، اور اسی کے لئے انھوں نے سعی و جدّ و جہد کی، اور انہی پیمانوں پر آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔

اسی طرح ان باتوں سے پرہیز بھی ضروری ہے جو اللہ اور اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

بندوں کے درمیان تعلق کو کمزور کرے، آخرت پر ایمان کی اہمیت کو گھٹائے اور مومن کے دل سے احکامِ خداوندی پر عمل کرنے کے جذبہ کو، اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے شوق کو، اللہ سے تقرب کی تمنا کو اور اس کی رضا کے لئے اور اس کے ثواب کی امید ہیں کاوش کرنے کو بے اہمیت قرار دے، کیونکہ یہ باتیں اگر پیدا ہوگئیں تو اُمت کا شخص اور اس کی انفرادیت مجروح ہوگی، اور عند اللہ ایسے لوگوں کا کوئی وزن نہیں رہے گا۔ اسی طرح بُت پرستی کے عقیدوں، صریح شرک، اور جاہلی عقیدہ و رواج کی برائیاں بھی ذہن نشین ہونا چاہیئے اور صرف دستور و نظام پر تنقید اور غیر اسلامی حکومتوں کی زبانی مخالفت کو کافی سمجھنا دین کے قدیم سماوی اسلوب سے روگردانی اور جدید سیاسی اسلوب کی پیروی ہے۔

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی، جذباتی اور قلبی تعلق کی پختگی اور آپ کی ذات گرامی سے گہری محبت جو اپنی ذات، اہل و عیال اور آل و اولاد سے ہو، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حیثیت سے ایمان کہ آپ خاتم الرسل، مولائے کُل اور ہادیٔ سُبل ہیں اور آپ سے تعلق خاطر دین کی بنیاد ہے لہٰذا اُن عوامل سے بچنا ضروری ہے جو اس محبت کے سرچشمہ کو خشک کرنے کا سبب بنیں، یا کم از کم ان کو کمزور کریں، جذبات و احساسات میں سرد مہری پیدا کریں، اور اس کے نتیجہ میں سنت پر عمل میں کوتاہی پیدا ہو، بے باکی اور دریدہ دہنی پیدا ہو، مزاج

www.abulhasanalinadwi.org

واقتاد ایسے رُخ پر پڑ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سرمایۂ فخر باور کرنے اور آپ کی سیرت پڑھنے اور سمجھنے کا شوق کم ہو، اور آپ کی محبت کو ابھارنے اور اس کو غذا دینے کے ذرائع سے روگردانی مذاق عام بن جائے، ہمارے موضوع کے اس پہلو پر ہر ایک کو توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر عرب بھائیوں کو اس کی زیادہ فکر کرنا چاہیے، کیونکہ عرب قومیت کی تحریکوں اور ماضی قریب کے حوادث نے ان کو اس سرچشمہ سے دور کرنے کی کوشش کی ہے جو اُن کا سرمایۂ حیات ہے اور جس کے وہ زیادہ حقدار اور زیادہ ضرورتمند ہیں کیونکہ بعثت محمدیہ سے یہی سرزمین مشرف ہوئی، اور قرآن کریم ان کی زبان میں نازل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کی زبان میں گفتگو فرمائی۔

۴۔ تعلیم یافتہ طبقہ میں اور اس طبقہ میں اسلام پر اعتماد کی بحالی جن کے ہاتھوں میں تعلیم و تربیت اور مسائل ابلاغ کی باگ ڈور ہے، اسلام پر اعتماد کی بحالی کا مطلب یہ ہے کہ انھیں اس بات کا یقین ہو کہ اسلام کے اندر نہ صرف زمانہ کو ساتھ لے کر چلنے اور تعمیر و ترقی کے میدان میں ہر ایک سے آگے بڑھنے کی صلاحیت ہے، بلکہ وہ پوری انسانی آبادی کی قیادت بھی کر سکتا ہے، اور وہی زندگی کی کشتی کو ماہرانہ صلاحیت سے کھے کر سلامتی و خوش حالی کے کنارے تک پہنچا سکتا ہے، اور انسانی آبادی کو ہلاکت اور خودکشی کی راہ سے نکال سکتا ہے جس میں مغرب کی بوڑھی اور اندھی قیادت نے اس کو ڈال دیا ہے، اور وہ سمجھ سکیں کہ وہ ایسی بیٹری نہیں ہے جو ڈسچارج ہو چکی ہے یا وہ دیا نہیں ہے جس کا تیل خشک ہو چکا

www.abulhasanalinadwi.org

ہو اور جس کی بتی جل چکی ہو، بلکہ وہ ایک عالمی و سرمدی پیغام ہے اور سفینۂ نوح کی طرح تنہا سفینۂ نجات ہے جس پر سوار ہونے والے ہی غرق ہونے سے نجات پا سکتے ہیں۔

دین کی صلاحیت کے متعلق اعتماد کی کمی یا اس کا معدوم ہونا دراصل اس تعلیم یافتہ طبقہ کا مرض ہے جس نے مغربی ثقافت کے آغوش تربیت میں شعور کی آنکھیں کھولی ہیں یا جس کو مغرب کی بالادستی نے یہی باور کرایا ہے، یہی طبقہ پوری ملت کی تباہی کا ذمہ دار اور ذہنی ارتداد کا سبب ہے، ساری دستوری یا تمدنی بدعنوانیاں جو پورے عالم اسلام کو کھوکھلا کر رہی ہیں وہ اسی طبقہ کی کم نگاہی یا بے راہ روی کا نتیجہ ہے، مگر یہی لوگ مسلم اقوام پر مسلط ہیں، ان اقوام پر مسلط ہیں جو صرف ایمان و قرآن کی زبان سمجھتا تھا اور جس کے اندر جوش عمل تھا، اور دین کے لئے قربانی کا جذبہ تھا، غرض اسی نظامِ تعلیم نے حکمراں طبقہ اور جمہور کے درمیان گہری اور وسیع خلیج حائل کر دی ہے جس کی وجہ سے ہر جگہ ایک عمومی بے چینی اور اضطراب کا دور دورہ ہے، اور اس بات نے افراد کی ذہنی و عقلی قوتوں کو ایسے کاموں میں لگا دیا ہے جس کا کوئی فائدہ ان اقوام کو نہیں حاصل ہوا۔

۵۔ ضرورت ہے کہ مغرب سے درآمد کیا ہوا نظامِ تعلیم جو پورے عالم اسلام میں رائج ہے ایک بار نئے سرے سے اس کا جائزہ لیا جائے اور پوری طرح کھنگالا جائے اور اس کو ایسے قالب میں ڈھالا جائے جو مسلم اقوام کے قد و قامت پر راست آئے، اس کے عقیدہ و پیغام سے ہم آہنگ ہو اور جس سے مسلم قوم کی معنوی خصوصیت نمایاں اور اس کی انفرادیت آشکارا ہو،

www.abulhasanalinadwi.org

مادی والحادی عناصر سے پاک ہو تاکہ کائنات کا صرف مادی تصور اس کے سامنے نہ ہو، کیونکہ جہاں تک علوم کا تعلق ہے وہ سب ایک دوسرے کا کاٹ کرنے والی اکائیاں ہیں جب کہ نظام فطرت ایک قید اور سب کو پامال کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، تاریخ انسان کے اضطراب و بے چینی اور آپس کی جنگوں کے لامتناہی افسانوں کا پلندہ ہے ان کو بنیاد بنا کر جب بھی عقل انسانی کی پرورش اور اس کے نمود بالیدگی کی کوشش کی جائے گی تو کامیابی کا دائرہ محدود سے محدود تر ہوگا۔

نظام تعلیم میں جزوی اصلاحات اور معمولی کتر بیونت کارآمد نہیں ہو سکتی، اس لیے ضرورت ہے کہ خواہ جس قدر بھی وسائل اور غور و فکر کی ضرورت پڑے اچھے سے اچھے ذہن و فکر سے مدد لی جائے، بہتر سے بہتر وسائل اختیار کیے جائیں تاکہ ایک پائدار اور مفید نظام تعلیم و تربیت اُمّت کو مل جائے کیونکہ اس کے بغیر عالم اسلام اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکتا، اپنی عقل اور اپنے ارادہ کے مطابق کام نہیں کر سکتا، اس کے بغیر نہ تو حکومتوں کو مسلمان کارندے مل سکتے ہیں نہ مخلص منتظمین مل سکتے ہیں، نہ ایسے مومن و مخلص افراد مل سکتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق سرکاری دفاتر، عوامی رفاہیت کے اداروں، انتظامیہ اور عدلیہ دانش گاہوں اور وسائل اعلام کو پابند کر سکیں تاکہ اسلام کا نظام معاشرت و حکومت پورے جمال و کمال کے ساتھ سامنے آئے اور مسلم سوسائٹی اپنی خصوصیات اور انفرادی امتیازات کے ساتھ دنیا کے سامنے آئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

۶۔ اس مقصد کے لئے ایک بین الاقوامی پیمانے پر مضبوط تحریک ہونی چاہیئے کہ دنیا کے پڑھے لکھے سمجھ دار طبقہ میں اسلام کے علمی خزانوں کا تعارف کرایا جائے اور مسلمانوں کے علمی و دینی کارناموں سے انھیں آگاہ کیا جائے علوم اسلامیہ میں زندگی کی نئی روح پھونک کر متمدن دنیا پر یہ واضح کر دیا جائے کہ اسلام کے عائلی و اجتماعی قوانین دنیا کے بلند ترین اور وسیع ترین اصول پر مبنی ہیں، وہ اصول جو نظام فطرت سے ہم آہنگ ہیں اور ان میں کبھی کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے، اور اس کی نفع بخشی اور قوت کسی زمانہ میں نہ کم ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے، اور وہ انسانی زندگی کی رہنمائی وقت کے ہر دھارے پر اور زندگی کے ہر موڑ پر پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دے سکتی ہے، اور لوگوں کے بنائے ہوئے قانون "جن کو وضعی قوانین" کہا جاتا ہے سے بدرجہا بہتر و مفید اور پائیدار ہیں۔

۷۔ انسانی نفوس اور قومی وجدان میں تمدنی نظام کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں، خاص طور پر ایسا نظام معاشرت جو دینی بنیادوں اور اس کی تعلیمات کے سایہ میں پروان چڑھا ہو، اور جس کی تعمیر میں ایک خاص انداز کے مذہبی ذوق کو دخل ہو، اور جس پر اس قوم کی چھاپ ہو ایسے نظام معاشرت (یا تمدن) سے کسی قوم کو الگ کرنا اس کو زندگی کے میدان سے خارج کر دینے اور عقیدہ و عبادت اور مذہبی مراسم کے تنگ چوکھٹے میں قید کر دینے اور اس کے حاضر کا رشتہ ماضی سے توڑ دینے کے مرادف ہے، لہٰذا اسلامی

www.abulhasanalinadwi.org

حکومتوں اور مسلم سوسائٹیوں کا فرض ہے کہ وہ ایک مستقل بالذات تمدّن کی باریک بینی کے ساتھ تشکیل کریں جو مغرب کی کورانہ تقلید بغیر پلاننگ کے سرسری اقدام، اور احساس کمتری کے آثار سے پاک ہو، اسلامی تمدّن کی نمائندگی پورے طور پر اس کے مرکزی قیادت میں، اداروں میں، گھروں میں، اجتماعی جگہوں میں، ہوٹلوں میں، تفریح گاہوں میں اور کسی حد تک اس کے دفتروں اور ہوائی جہازوں میں اور سفارت خانوں میں ہونی چاہیے۔ اس سے صرف یہی نہیں ہوگا کہ اسلامی ممالک اسلامی زندگی کا ایک نمونہ پیش کریں گے بلکہ اسلام کی ایک خاموش تبلیغ بھی ہوگی۔

۸۔ مغربی تمدّن بشمول مغربی علوم ونظریات کو ایجادات وامکانیات کے ایک خام مال کی حیثیت سے قبول کیا جائے جس سے عالم اسلام کے فکری رہنما اور سربراہ ایک ایسا پائیدار مناسب وقت تمدّن تیار کریں جس کی بنیاد ایمان واخلاق، پرہیزگاری اور رحم وانصاف پر ہو، دوسری طرف اس میں نمو وافزائش کی گنجائش ہو، اس میں قوت واپج ہو، جس کا اثر تمام شعبۂ حیات پر پڑے، پیداوار بڑھے اور عوام میں خوشحالی آسکے۔ خلاصہ یہ کہ مغربی علوم سے وہ چیزیں لی جائیں جس کی مسلم عوام یا مسلم ممالک اور حکومتوں کو ضرورت ہے، جس سے عملی فوائد میسّر ہوں اور جس پر مغرب و مشرق کی چھاپ نہ ہو، اس کے علاوہ وہ چیزیں جس کی انھیں ضرورت نہیں ہے ان سے استغنا برتا جائے۔ مغرب سے معاملہ ایک ہمراہی اور مدّمقابل

www.abulhasanalinadwi.org

کے جیسا ہو، کیونکہ اگر مشرق اس بات کا محتاج ہے کہ مغربی علوم سے بقدر ضرورت اخذ کرے تو مغرب بھی بہت سی چیزیں مسلم ممالک سے لے سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ مغرب کو ان ممالک سے سیکھنے اور حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہو۔

۹۔ مسلم ممالک میں چند ایسے ملک بھی ہیں جنھوں نے ماضی میں دعوت اسلامی اور اسلامی تمدن کی قابل ذکر اور شاندار خدمتیں انجام دی ہیں، اور عصر حاضر میں جو اس بات پر تلی ہوئی ہیں کہ جس طرح ممکن ہو اسلامی عنصر کو ناپید کر دیا جائے یا جن کے یہاں "پروگریسو اسلام" کو مقبول بنانے کی کوشش ہو رہی ہے، اور اسلام کی تفسیر سیاسی مصالح اور حکمرانوں کے شخصی ذوق و مزاج کے مطابق جاری ہے، ان حکومتوں کو یہ باور کرایا جائے کہ یہ سیاست ایک ناکارہ اور بانجھ سیاست ہے جو کسی اسلامی ملک میں کبھی کامیاب نہیں ہوئی، ان حکومتوں کو باور کرانے کی ضرورت ہے کہ وہ بجائے ناممکن العمل اور غیر فطری کوششوں کے اپنی قوت اور امکانی صلاحیتوں کو ملک و ملت کے مشترکہ دشمن کے خلاف صرف کریں جس سے ملک و ملت کو تقویت حاصل ہو۔

جہاں تک ان ممالک کا تعلق ہے جن میں اکثریت مسلمانوں کی ہے اور حکمراں اسلام سے "صلح کل" قسم کا معاملہ کرتے ہیں وہاں اسلامی قوانین کے نفاذ کی ضرورت ہے اور اس کے لئے فضا کو سازگار بنانے کی حاجت ہے، جو اسلامی قوانین کو نافذ کرنے میں معاون ثابت ہوں، اور قوانین اسلام کے نافذ کرنے کے نتیجہ میں جو اللہ کی مدد و نصرت اور برکت و سعادت حاصل ہوگی اسے سمجھانے کی ضرورت ہے، نیز ان ممالک میں کوشش ہونی چاہیے کہ ایک

www.abulhasanalinadwi.org

مرکزی قیادت ہو جس کی بنیاد اسلام کے نظامِ شوریٰ پر ہو اور خیر و نفع کے کاموں میں آپسی تعاون جس کی اساس ہو، اور کم از کم اپنی کوتاہی کا احساس ضرور ہو کہ مسلمان "امامت عامّہ" کے وجود سے محروم ہیں، امامت عامّہ یا خلافت اسلامیہ جس کو قائم کرنا مسلمانوں کا فرض تھا اور جس کے نہ قائم کرنے کی ان سے پرسش ہوگی۔

۱۰۔ وہ ممالک جو غیر اسلامی ہیں وہاں اسلام کی دعوت اور اس کا تعارف حکمت و بصیرت کے ساتھ جاری رکھنا چاہیے اور وہ نہج اختیار کرنا چاہیے جس میں اسلامی تعلیمات کی روح جلوہ گر ہو، زمانہ کے مزاج کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہو۔

رہے وہ ممالک جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں اس بات کی فکر رکھنی ہے کہ اسلام کی صحیح نمائندگی ہو، اسلامی زندگی ایسی ہو جو دوسروں کو متوجہ کرے اور جس کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوں، اخلاقی اور روحانی قدروں کی قیادت مسلمانوں کو سنبھالنا چاہیے، اور ملک کو گراوٹ اور تباہی سے بچانے کی ذمہ داری قبول کرنا چاہیے، اسلام صرف اس صورت میں اپنی ضرورت اور اہلیت ثابت کر سکتا ہے، اور مسلمان اپنی دعوتی مہم اور قائدانہ کردار ان ملکوں میں ادا کر سکتے ہیں۔

۱۱۔ آخر میں یہ عرض کرنا ہے (جو اس سلسلہ کی انتہائی بات نہیں ہے) کہ اسلام کی فطرت، اس کی تابناک تاریخ اور فطرت سلیمہ کا تقاضہ، اور بنی نوع انسان کی طبعی خصوصیت کا یہ مطالبہ ہے کہ ایک دعوتی، ایمانی حرکت مسلمانوں میں

www.abulhasanalinadwi.org

ضرور قائم رہے جو ایجابی انداز کی ہو اور مضبوط بنیادوں پر قائم ہو، داعیوں میں مردانہ صفات ہوں، بلند حوصلگی ہو، ان کی نگاہیں دور رس ہوں اور وہ دنیا کی عظیم طاقتوں کا مقابلہ کر سکیں، وہ طاقتیں جنھوں نے ناجائز اور ناحق مسلم وغیر مسلم سب ہی قوموں کے انجام کار کے مسائل اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں، لیکن یہ بات کہ داعی الی اللہ ان صفات کا حامل ہو یا ان کے اندر یہ صفتیں پیدا ہو جائیں اس وقت ممکن ہے جب کہ وہ پورے یقین اور اطمینانِ قلب کے ساتھ ایک طاقتور دعوتی تحریک میں شریک ہوں، اور ان کے اندر اسلام کی برتری کا عقیدہ ہو، اور اس بات پر ان کو یقین ہو کہ بشریت اس دین کی محتاج اور ضرورتمند ہے۔

دعوت اسلام کی سرگرمی میں قربانی کا جذبہ، سرفروشی کی دھن، کوہ کنی کی ہمت، تکلفات سے عاری زندگی گزارنے کی عادت اور اگر ضروری ہو تو خطرات میں کودنے کی جرأت (مغامرہ - Risk) بھی مطلوب ہے، کیونکہ فطرت انسانی یہ ہے کہ وہ اسی ایمان کی عزت کرے جس میں قوت ہو، اس فرد کی عزت کرے جس کو اپنے اصول وعقائد پر اعتماد ہو، اور قابل فخر سمجھتا ہو، جس کے یہاں لذت اندوزی اور مال وجاہ کی بے وقعتی ہو، اور جس کے اندر اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے کی ہمت ہو، انسانی فطرت ہمیشہ اس چیز کو اہمیت دیتی ہے جو شے نایاب اور اس کی دسترس میں نہ ہو، لہذا کمزور انسان قوی انسان کے احترام پر فطرتاً مجبور ہے۔ غریب آدمی امیر کی عزت کرتا ہے، ناخواندہ پڑھے لکھے آدمی پر رشک کرتا ہے، یہاں تک کہ ایک کمینہ بھی شریف انسان کی عزت اپنے

www.abulhasanalinadwi.org

دل میں رکھتا ہے، اسلامی تاریخ جانبازی کے کارناموں اور خطرات کا مقابلہ کرنیکے واقعات سے پُر ہے، وہ اصحاب علم وبصیرت جو اقوام وملل کی تاریخوں سے واقف ہیں اور وہ لوگ جن کے ضمیر زندہ ہیں وہ مشرق ومغرب کی قیادتوں سے اُکتا چکے ہیں اور ان سے نفرت کرنے لگے ہیں۔

ایک خلا کا پایا جانا، یعنی ایسی تحریک ایمانی اور دعوت دینی کا نہ پایا جانا جو مضبوط بنیادوں پر قائم ہو اور مادّی تمدّنوں کی پیدا کردہ خرابیوں سے پاک ہو، اور جو اسلام کی تعلیمات اور اس کی قدروں کی محافظ ہو۔ ایسی سوسائٹی کا نہ پایا جانا، اور دعوتی خلا اسلامی وجود کے لئے بڑا خطرہ ہے، صحیح عقائد اور اسلامی زندگی کے لئے خطرہ ہے، کیونکہ کسی ضروری چیز میں خلا جو بشریت کی نفع بخشی کے لئے ضروری ہو زیادہ طویل عمر کا مستحق نہیں ہو سکتا، ایسے خلا کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کوئی دوسری تحریک سامنے آئے گی جو بے راہ روی کی دعوت دے گی، بے مقصد وبے فائدہ عقائد کے لحاظ سے لغو اور ناقص، سلبی انداز کی تحریک جو تباہی و بربادی کا ذریعہ بنے گی، جن لوگوں نے مذاہب، تحریکات اور مختلف قسم کی دعوتوں کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جب کوئی صحیح اور پائیدار اسلامی تحریک سامنے نہیں ہوگی تو ایک غلط قسم کی تحریک اس کی جگہ لے لے گی، اور اگر کہیں اس غلط قسم کی تحریک نے کسی درجہ میں خطرات کا مقابلہ کر لیا اور کچھ قربانیاں دکھا دیں اور مادّی مظاہر سے اپنے آپ کو ذرا بلند دکھا دیا، اور مسلم ممالک میں اسلامی تعلیمات سے دوری کی وجہ سے جو فساد ہے اس کی نشان دہی کر دی، اور بڑی طاقتوں کو ذرا

www.abulhasanalinadwi.org

للکار دیا، نعرہ بازیوں سے فضا کو اپنے حق میں استوار کر لیا اور پروپیگنڈوں سے اپنے تھوڑے کام کو پہاڑ بنا کر پیش کر دیا تو پھر کیا ہے لوگوں پر اس کا سحر چل جاتا ہے اور سب اندھا دھند اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں، خاص طور پر نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ یا نیم تعلیم یافتہ طبقہ میں اس کی دھوم مچ جاتی ہے، اور وہ لوگ جو بعض مسلم ممالک کی بے راہ روی سے نالاں ہیں ان پر اس طرح کی تحریکوں کا ایسا جادو چل جاتا ہے جس کو نہ کسی واعظ کا وعظ دور کر سکتا ہے اور نہ کسی صاحب ضمیر و قلم کا قلم، اور نہ کوئی منطقی استدلال کام دیتا ہے اور نہ کوئی علمی جائزہ اور تحقیق، پہلی صدی ہجری میں خوارج کی تاریخ، چھٹی اور ساتویں صدی ہجری میں باطنیوں اور فدائیوں کی تحریک کی تاریخ، حسن بن الصباح کے افسانے اور جو اس کے مرکز عمل "قلعۂ موت" میں ہوا کرتا تھا، اور بہتیری فوجی اور انقلابی تحریکوں کی تاریخ جو اسلام کے نام پر بگڑی ہوئی صورت حال کو از سر نو الٹ کر درست کرنے کا دعویٰ کرتی رہی ہیں اور محض جھوٹ اور مکر و فریب کا لبادہ اوڑھ کر پبلک کے سامنے آئیں، اسی طرح بعض معاصر انقلابی و عسکری تحریکیں جنھوں نے اپنی غلط رُخ پر چلنے والی تحریکوں کی مدد کے لئے اور اپنے سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہزاروں نوجوانوں کو اپنے گرد جمع کر لیا جو ہر قربانی کے لئے تیار رہے، یہاں تک کہ بعض وہ حلقے اور گروہ جو اسلامی تعلیمات کے محافظ سمجھے جاتے تھے اور ان کے فکر و عمل میں بیداری پائی جاتی تھی وہ بھی اس زد میں خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے، اور قرآنی نصوص اور اسلامی عقائد کی روشنی میں کسی کو جانچنے اور

www.abulhasanalinadwi.org

پرکھنے کی ضرورت نہیں محسوس کی، اور نہ انھوں نے اسلام سے منسوب فرقوں کا انصاف کے ساتھ مطالعہ کیا۔

مسلم زعماء و مفکرین کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ سیلاب کی رَو کو ایک سیلاب ہی روک سکتا ہے، طوفان کا مقابلہ اس سے زیادہ قوت کا طوفان ہی کر سکتا ہے، عالم اسلام کی موجودہ جو حالت ہے اس کو معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ وہ جمود کی حالت میں ہے، اس پر راحت طلبی اور گراں خوابی طاری ہے، اس کے اندر کوئی ایمانی مضبوط دعوت نہیں ہے، اور نہ صحیح عقائد اور بلند و پاک مقاصد کے لئے قربانی اور فدائیت کا جذبہ ہے، فکری اور عسکری لحاظ سے بھی وہ خود کفیل نہیں ہیں: اور یہ بات ہمیشہ ایک خطرناک صورت حال کے پیدا ہو جانے کی آگاہی دیتی ہے، اور ہر طور پر غلط قسم کی کھوکھلی تحریکوں کے جال میں نوجوانوں کو ڈال دینے کے لئے زمین ہموار کرتی ہے، کیونکہ نوجوان موجودہ صورت حال سے نالاں اور تن کو صحیح میدان عمل نہیں مل رہا ہے، ان تحریکات کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ وہاں ان کو کسی قدر سکون میسّر آتا ہے اگرچہ ان تحریکات کی حیثیت اس سراب کی ہے جس کا نقشہ قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:۔

كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ط (سورہ نور-۳۹)

"مثل سراب کے چٹیل میدان میں کہ پیاسا اس کو پانی خیال کرتا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس نے کچھ بھی نہ پایا
اور اس کے پاس (قضائے) الٰہی کو پایا، سو اللہ نے اس کا پورا
حساب چکا دیا"

لیکن یہ انسانی فطرت اور اقوام و ملل کا تجربہ ہے، اور جو لوگ بھی "عصر جدید میں اسلام"، اور اسلام کے مستقبل کی فکر رکھتے ہیں اور جن کو عقیدہ کی صحت، خدا اور رسول پر ایمان کی عظمت اور تعلیمات دین عزیز ہے ان کو اس حقیقت کو سامنے رکھنا چاہیئے۔

میں اپنا یہ مختصر مقالہ ایک قرآنی آیت پر ختم کرتا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے انصار و مہاجرین کی اوّلین مختصر جماعت کو مخاطب فرمایا ہے اور ان میں رشتہ مواخات کے قیام سے ساری دنیا اور انسانیت کے مقدر کو مربوط کیا ہے۔

"اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ"[1]

"اگر یہ نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا"

---

[1] سورۂ انفال ۷۳

www.abulhasanalinadwi.org